فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلش نمبر ...

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ...

شرح چندہ

سالانہ ...

ششماہی ...

سہ ماہی ...

قیمت فی پرچہ ۲ ر

جلد ۵ | یکم شہریور ۱۳۵۴ ف | ۲۶ رجب ۱۳۶۴ ھ | ۷ جولائی ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱۲

ہندوستان میں برطانوی تجارتی تحفظات

اور

معاشی منصوبہ بندی

ہندوستان کی معاشی منصوبہ بندی کے پیش نظر ... ان تجارتی تحفظات کا وجود ایک طرح کا تضاد ہے جو قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء میں درج ہیں۔ حال میں مرکزی اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی تھی کہ قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء کی دفعات (۱۱۱) تا (۱۲۱) حذف کردی جائیں۔ اس سوال کی اہمیت کو حکومت نے محسوس کیا اور حکومت ہند کے رکن منصوبہ بندی اس مسئلہ کا حل دریافت کرنے کے لئے انگلستان روانہ ہوئے۔

ہندوستان کے سیاسی ارتقا کی تاریخ میں یہ سمجھا گیا ہے کہ سیاسی اصلاحات کی ہر قسط کے ساتھ سیاسی اور معاشی تحفظات مدون کئے گئے۔ ان تحفظات کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اقتدار کی بظاہر منتقلی کے پردہ میں اقتدار کو محفوظ رکھنے کا ایک طریقہ ہے۔ مگر ان تحفظات کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔

جس وقت مانٹیگو چیمسفورڈ تحقیقات شروع ہوئی ہندوستان میں برطانوی تجارت کے مستقبل کا سوال بھی ضرور اٹھایا گیا۔ ملک کی معاشی ترقی پر عام بحث ہوئی اور چونکہ سیاسی اقتدار بالآخر منتقل کیا جانے والا تھا اس لئے برطانوی تجارتی مفادات کے تحفظ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ مانٹیگو چیمسفورڈ رپورٹ کے مصنفین نے تحریر کیا کہ ہندوستان میں برطانوی تجارتی طبقہ کا واضح طور پر یہ فرض ہے کہ ہندوستان کے مفادات سے اپنے آپ کو وابستہ کرے اس کی سیاسی زندگی میں حصہ لے اور اپنی نیک نیتی کو ثابت کرکے دوسرے طبقوں کے ساتھ مطمئن رہے۔ ہندوستان کے سیاست دانوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی کوشش نہ کریں کہ برطانوی سرمایہ اور سرگرمیوں سے کس طرح تجارتی ترقی ہو اور ایسے امتیازی برتاؤ کی تائید نہ کریں جو ہندوستانی تجارت کو ترقی دینے کے بجائے برطانوی تجارت کو نقصان پہنچائے۔

سائمن کمیشن نے امتیازی قانون سازی کو روکنا مناسب سمجھا۔ تین گول میز کانفرنسوں میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا اور اس بحث کے نتائج کو قرطاس ابیض بابت ۱۹۳۳ء میں شائع کیا گیا۔ قرطاس ابیض میں برطانوی تجارتی مفادات کے تحفظ کے لئے جو تجاویز پیش کی گئی تھیں مشترکہ پارلیمانی کمیٹی میں ان میں ترمیم کی گئی۔

دفعہ ۱۱۶ قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء قابل غور ہے۔ اس دفعہ سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اگر حکومت ہند فیصلہ کرے کہ کسی ایسی ہندوستانی کمپنی کی مدد کی جائے جو اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو سکتی یا ہندوستان کی ایسی نئی جہاز رانی کی کمپنی کی مدد کرے ... ہندوستان میں جہاز رانی کو فروغ دینا چاہتی ہے تو حکومت ایسی مدد یا امداد کو بھی دینے پر مجبور ہوگی۔ اگر کسی ہندوستانی صنعت یا تجارتی کاروبار کی اعانت ضروری ہو تو برطانوی کمپنیاں بھی امداد کی مستحق قرار پاتی ہیں۔ اس سے ہندوستانی کاروبار کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا اور امداد کے بغیر ہندوستانی صنعتیں برطانوی صنعتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

اسی طرح دفعہ ۱۱۱ قانون حکومت ہند کے تحت اگر کسی مسلمہ برطانوی کاروبار کے خلاف امتیاز برتا جائے تو وہ خلاف قانون ہوگا۔ مثلاً حکومت ہند کے لئے جائز ہوگا کہ ہندوستان کی ساحلی تجارت ہندوستانی جہازوں کے لئے مخصوص کر دے حالانکہ ... سے پہلے ایسا کوئی قانونی امتناع موجود نہیں تھا۔

ایک اور اصول وضع کیا گیا ہے جس کو مقابلہ کے اصول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اصول کے تحت مملکت کی رعایا کے ساتھ جو برطانیہ میں رہتی ہے ایسا برتاؤ نہیں کیا جاتا ہے جو ملک ... رعایا کے ساتھ نہ کیا جاتا ہو ... ہندوستان میں اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ برطانوی رعایا اور برطانوی کمپنیوں کو ان ہندوستانی رعایا اور ہندوستانی کمپنیوں کی صف میں رکھا جائے جو خاص مراعات اور اعانت کی مستحق ہیں۔ یہ اصول ہندوستان کے حق میں بمنزلہ برطانیہ میں ہندوستانیوں کو صنعتی ترقی کے مواقع کا حصول ہوتا کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہندوستان کو جس چیز کی ضرورت ہے یہ ہے کہ دیسی صنعتیں محفوظ رہیں اور ان کی اعانت کی جائے۔

یہ بات گورنر جنرل کے خصوصی اختیارات میں رکھی گئی ہے کہ ہندوستان میں برطانوی درآمدات کے خلاف امتیاز کو روکے۔ گورنر جنرل کو خصوصی اختیار ...

ملکت
ہفتہ وار

جلد ۵ | یکم شہریور ۵۷ف | نمبر ۱۲

مولوی ابوالحسن سید علی

گزشتہ دو تین ہفتوں میں مولوی ابوالحسن سید علی صدر اتحاد المسلمین سے بعض ایسی حرکتیں سرزد ہوئی ہیں جن پر خاموش رہنا ایک پبلک خدمت کی انجام دہی سے گریز کرنے کے مترادف ہوتا۔ اس لئے آج ہم بادل ناخواستہ مولوی صاحب کو موضوع بحث بنانے پر مجبور رہے ہیں۔

شروع کو مولوی صاحب کی اپنے دور قیادت کے ساتھ نہایت غیر ضروری روانگی سے قطع نظر جو بجائے خود ہر محفل میں گفتگو کا موضوع بنی ہوئی ہے مولوی صاحب کا وہ اخباری بیان جس میں مسٹر جناح کے لئے توسیع عمر کی دعا مانگی گئی ہے اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس بیان میں مولوی صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد کو میر جعفر سے تشبیہ دینے کی ناقابل معافی گستاخی کی ہے۔ حیدرآباد سے باہر مولوی صاحب کی آواز کو کوئی وقعت حاصل نہیں ہے ورنہ مسلمانان ہند کے سامنے مسلمانان دکن کی نظریں شرم سے جھک جاتیں۔ ہم نے سوچا کہ مسلمانان ہند کے اعتماد استعمال کئے ہیں کیونکہ بالحاظ سیاسی اختلافات کے مسلمانان ہند کے قلوب میں مولانا ابوالکلام آزاد کے لئے جو جذبات احترام موجود ہیں اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ابوالحسن سید علی اس امر سے واقف نہیں کہ میر جعفر کی اصطلاح کن مواقع پر اور کن معنوں میں مستعمل ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام نے کبھی اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ وہ مسلمانان ہند کے نمائندہ کی حیثیت سے کانگریس میں شریک ہیں۔ وہ صرف اپنی ذات سے کانگریس میں شریک ہیں اور یہ جانتے ہوئے شریک ہیں کہ مسلمانان ہند کی اکثریت ان کی ہم خیال نہیں ہے۔ محض اس بنا پر کہ مولانا کے سیاسی معتقدات سے مولوی ابوالحسن سید علی کو اختلاف ہے مولوی صاحب کا مولانا کو سر بازار گالی دے دینا ہیچ گی اور متانت کے خلاف اور پبلک زندگی کے مسلمہ آئین کے منافی ہے۔ مولوی صاحب یقیناً واقف ہوں گے کہ نواب بہادر یار جنگ مرحوم مولانا کا دل سے احترام کرتے تھے حالانکہ ان کے سیاسی مسلک اور نواب مرحوم کے سیاسی مسلک میں بعد المشرقین تھا۔ نواب مرحوم اور مولانا کے مابین جو طویل ملاقاتیں ایک مرتبہ ریل کے سفر کے دوران میں دوسری مرتبہ وردھا اور تیسری مرتبہ الہ آباد یا کلکتہ میں ہوئیں ان کے تذکرے نواب مرحوم خانگی صحبتوں میں بڑے لطف سے کیا کرتے تھے اور مرحوم کا انداز بیان مولانا کے لئے احترام کا پہلو لئے ہوئے ہوتا تھا۔ ہمیں یقین ہے کہ مولوی ابوالحسن سید علی بھی ان امور سے واقف ہوں گے۔ اس کے باوجود مولوی صاحب کی یاوہ گوئی جس سے نہ صرف بدذوقی ٹپکتی ہے بلکہ تاریخ اور سیاسیات حاضرہ سے مولوی صاحب کی عدم واقفیت بھی ظاہر ہوتی ہے حد درجہ افسوسناک ہے۔ مولوی صاحب کو شملہ سے واپسی کے بعد علم ہوگا کہ ان کے اس بیان پر حیدرآباد کے تعلیم یافتہ اور سنجیدہ مسلمانوں میں کس درجہ تنفر پھیلا ہوا ہے۔

مولوی صاحب کی دوسری حرکت جو خود مجلس اتحاد المسلمین کے لئے لائق غور ہے ان کا وہ بیان ہے جو ڈاکٹر پتابھی سیتارامیا سے منسوب کئے ہوئے جملوں سے متعلق مولوی صاحب نے شائع کرنا ضروری سمجھا۔ اس غیر ضروری بیان میں جس میں عوام فریبی کا پہلو غالب تھا مولوی صاحب نے اپنے دل کی بات کہہ دی اور اپنے آپ کو نہ صرف بے نقاب کیا بلکہ اپنی پچھلی خدمات پر بھی کچھ یوں پانی پھیر دیا۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر ریاست کی حکومت میں مسلم جماعت کے ایک نمائندے کو شریک نہ کیا جائے تو مسلم جماعت اسی قسم کی شورش برپا کرے گی جس کی دھمکی ڈاکٹر پتابھی سیتارامیا کے جملوں سے ظاہر ہوتی تھی۔ دوسرے الفاظ میں مولوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر انہیں صدر المہامی کی خدمت پر فائز نہ کیا جائے تو مسلم جماعت سیاہ جھنڈیوں کا جلوس نکالے گی۔ ہڑتالیں کروائے گی مدارس اور عدالتوں سے مسلمانوں کو علیحدہ کرنے کی کوشش کرے گی اور سیول نافرمانی کی مرتکب ہوگی۔ اگر صدر المہامی مقصود اصلی ہے تو کیا ضروری ہے کہ ایک مرکز کے ذریعہ یہ مقصد حاصل ہو جائے۔ [illegible] کی دھمکی دینے کے لئے جس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ نہیں مسلمانوں کو پریشان کرنا اور انہیں دعوت شورش دینا جو کچھ بھی ہو مسلم قوم کی نہ تو خدمت ہے اور نہ ان کے ساتھ دوستی۔

تیسری غیر ضروری حرکت جو مولوی صاحب سے سرزد ہوئی ان کا وہ بیان ہے جو محبوبیہ گرلز اسکول کی ایک نصابی کتاب سے متعلق دیا گیا ہے۔ کتاب واقعی قابل اعتراض ہے۔ معاصر "میزان" نے اس واقعہ کی جانب حکومت کو متوجہ کیا ہے اور یقیناً ارباب متعلقہ نے اس کی نوٹس لی ہوگی۔ لیکن اس ذرا سی بات کے لئے جس کی تلافی نہایت آسانی ممکن ہے مولوی صاحب کا بیان دینا اور اس کا سہرا اپنے سر باندھنے کی کوشش کرنا کہاں تک درست کہا جا سکتا ہے۔ اگر مولوی صاحب "میزان" کی تحریک سے پہلے خود متوجہ ہوتے تو ایک بات بھی تھی۔ ہم سوچنے لگے ہیں کہ کیا مسلم عوام کو اپنے ساتھ رکھنے کے کوئی بہتر طریقے مولوی صاحب کی سمجھ میں نہیں آ رہے ہیں۔ آخر یہ کمالات کیوں کہ ہر چھوٹی سی بات پر ایک بیان دیا جائے تاکہ بھولے عوام مولوی صاحب کو واقعی اپنا قائد سمجھنے لگیں۔

یہ تو مولوی صاحب کی پبلک زندگی کا اخباری پہلو ہے۔ صاحب اندرون مجلس کا کچھ حال سنئے۔ ہمیں یہ سن کر افسوس ہوا کہ اتحاد المسلمین کی مجلس عاملہ کو مولوی صاحب کی ذات پر وہ اعتماد نہ رہا جس کے نواب مرحوم حامل تھے۔ سنا ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین اور حکومت کے مابین حادثہ دارالسلام سے متعلق کوئی سمجھوتہ کی گفتگو ہو رہی تھی مولوی صاحب نے اس گفتگو کے تذکرات کو عاملہ کے سامنے پیش کیا جس پر بیان کیا جاتا ہے کہ [illegible] خود ارباب مجلس نے شک کر کے مولوی صاحب کے تذکرات اور بیانات کی توضیح کر لی جائے۔ چنانچہ خود مولوی صاحب نے ایسی ملاقات کا انتظام فرمایا۔ دوسری بات جو ہم تک پہنچی ہے یہ ہے کہ مجلس اتحاد المسلمین کے متعدد ارکان نے مولوی صاحب کو یہ نوٹس دے دی تھی کہ اگر مولوی صاحب جلد حکومت سے کوئی سمجھوتہ کر کے موجودہ تعطل اور عدم تعاون کو ختم نہ کر دیں تو وہ مجلس سے علیحدگی پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس نوٹس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ مجلس کی اکثریت حادثہ دارالسلام کو حکومت سے عدم تعاون کے لئے کوئی وجہ نہیں سمجھتی تھی۔ یہ بیانات سماعی ہیں جن کی واقعیت کا ہم [illegible] نہیں کر سکتے اگرچہ راوی معتبر ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ضرور جھلکتی ہے کہ مولوی صاحب اس ذمہ داری اور وسیع پوزیشن کے لئے اپنے آپ کو اہل ثابت نہ کر سکے جو انہیں مجلس کی صدارت سے نصیب ہوا۔ نواب مرحوم کی شخصیت اور وجاہت سے مجلس کو وقعت [illegible]

...ہمیت حاصل ہوئی اور مجلس کی وقعت اور اہمیت نے ...وی صاحب کو عظمت بخشی لیکن افسوس ہے کہ مولوی صاحب ...نہ اپنی وقعت کو قائم رکھ سکے اور نہ مجلس کی۔ سوال یہ پیدا ...ہوتا ہے کہ آئندہ کیا ہو!

میرے دل میں اس خیال کو کبھی راہ نہیں ملی کہ ...مجلس اتحاد المسلمین کی ضرورت اور افادیت کے منکر ...ہیں۔ جب تک ہندوستان میں ایسی جماعتیں باقی ...ہیں جو محض فرقہ وارانہ تعصب کی بنا پر مبالغہ آمیز مطالبات ...شورش انگیز اقوال و اعمال کو اپنا مسلک قرار دینا پسند ...کرتی ہیں اس وقت تک مسلمانوں میں بطور رد عمل کے ...ایسی جماعت کی ضرورت باقی رہے گی۔ معاشی نقطۂ نظر ...سے مسلمانان حیدرآباد ایک تباہ حال اور مفلس قوم ہے ...جس کی طرف نہ حکومت متوجہ ہے اور نہ مسلم قائدین۔ ...ایسی پست قوم کو بلند کرنے کے لئے ایک کل حیدرآباد تنظیم ...کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔ مجلس کا ایک تعلیمی اور اصلاحی ...پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ مسلم عوام میں تعلیم کی اشاعت ...ہو اور ان کے اخلاق و کردار کو سنوارنا۔ اس اعتبار سے ...ہم مجلس کو مستحکم اور با عمل دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمیں یہ سن کر ...افسوس ہوا کہ نواب بہادر یار جنگ ٹیکنیکل کالج کے لئے جس ...چندہ کی توقع کی گئی تھی اس کا عشر عشیر بھی اب تک ...وصول نہیں ہوا حالانکہ یہ مقصد نہایت نیک ہے۔ ایسی ...ایک واقعہ سے مجلس کی کمزوری اور پراگندگی ظاہر ہوتی ...ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مولوی صاحب ان ...اہم فرائض اور سنگین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے ...کی صلاحیت رکھتے ہیں! ہم صاف کہے دیتے ہیں کہ ...ہمیں مولوی صاحب کی ذات سے بحث نہیں، ایسی ہو رہی ہے ...مولوی صاحب کے مشیران خاص اور رفقائے کار ...میں چند ایسے اصحاب نے اہمیت حاصل کر لی ہے ...جن کی زندگی کا واحد مقصد جاہ طلبی اور حکومت میں ...دخل حاصل کرنا ہے۔ ڈاکٹر رتنا جی سیتا رامیا کے بیان ...مقصد کی آڑ میں خود مولوی صاحب نے اپنی سند لمبائی ...کو ایک قومی مسئلہ بنا کر ایک طرف مجلس کو اور دوسری ...طرف اپنے آپ کو بری طرح موضوع مضحکہ بنایا۔ ...ہم جماعت المسلمین سے یہ عرض کریں گے کہ وہ ان واقعات ...اور صحافات پر غور کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں ...کہ کیا مجلس کے موجودہ ناخدا مجلس کی ڈگمگاتی کشتی کو ...ساحل مراد تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر ...ان کو جواب اثبات میں ہے تو ہمیں کچھ کہنا نہیں ہے ...ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا گو یا اس ناگوار ...فرض کی ادائی میں ہمیں اپنے بعض احباب کو رنجیدہ ...کرنا پڑ رہا ہے۔ لیکن اگر ہمارے سوال کا جواب نفی ...میں ہے تو انہیں ایک نئے صدر کی تلاش کرنی چاہئے ...صرف صدر کی تبدیلی صورت حال کو بدل نہ سکے گی جب ...تک کہ مجلس عاملہ میں وہ مخلص اصحاب شریک نہ ...کئے جائیں۔ ایسے ارکان جن کی خانگی اور پیشہ ورانہ ...زندگی کا دامن ہر قسم کے داغ سے پاک ہو۔

نواب مرحوم کے افسوسناک انتقال کے بعد کرسی صدارت کو پُر کرنے اور مجلس کو فوری انتشار کے صدمہ سے بچانے کی حد تک مولوی صاحب نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب مجلس کو کسی وسیع تر اور سنجیدہ تر شخصیت کی ضرورت ہے۔ ہماری نظر مولوی عبد الباسط خان صاحب، مولوی سید عارف الدین صاحب، نواب دوست محمد خان صاحب، نواب اکبر یار جنگ بہادر اور نواب ذوالقدر جنگ بہادر وغیرہ جیسی شخصیتوں پر پڑتی ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو مجلس کے وقار کی حفاظت بھی کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کے درد کا درماں بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

مجلس مشاورت پارچہ کا اجلاس

حیدرآباد ۔ ۳۱ جولائی ۔ مسٹر رضی الدین معتمد محکمہ رسد نے دوشنبہ ۳۰ جولائی کو معتمدی رسد میں مجلس مشاورت پارچہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ جن غیر سرکاری اراکین نے شرکت کی ان میں راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی، مسٹر ملتا، مسٹر اکبر علی خان، مسٹر محمد طیب جی خان صاحب، عبد الکریم بابو خان، مسٹر نارائن ریڈی، مسٹر مخدوم محی الدین اور تاجران پارچہ میں سے تین اصحاب نے شرکت کی۔

مسٹر رضی الدین نے اس طریق عمل کی وضاحت کی جو پارچہ و سوت کی تقسیم کے سلسلہ میں ٹکسٹائل کمشنر نے اختیار کیا ہے۔

مسٹر نارائن ریڈی نے سوت کی فروخت میں چور بازار کی کثرت کی نسبت شکایات کی۔ مسٹر رضی الدین نے کہا کہ اگر ٹکسٹائل کمشنر کو صحیح صحیح معلومات سے مطلع کیا جائے تو وہ یقیناً کیا جائے تو وہ یقیناً اس پر توجہ کر کے تحقیقات کریں گے۔

مسٹر اکبر علی خان نے کہا کہ موجودہ طریق عمل سے کارخانہ دار فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور بافندگان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ مسٹر ریڈی نے اس کی وضاحت کی کہ حکومت کس طرح ان کارخانہ داروں کے توسط کو ختم کر کے بافندگان سے راست تعلق قائم کرنا چاہتی ہے اور ان کی اس طرح تنظیم کی خواہش مند ہے کہ جس سے یہ بعد جنگ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں۔

ٹکسٹائل کمشنر کی بنائی ہوئی اسکیم پر غور کرنے کے لئے ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی گئی اور کہا گیا کہ یہ ذیلی کمیٹی آئندہ اجلاس سے قبل رپورٹ پیش کرے۔

راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی نے کہا کہ اعلیٰ قسم کے کپڑے کی فراہمی کا موجودہ طریق کار متوسط طبقے کیلئے انتہائی تکلیف دہ ہے اس لئے اس پر بھی غور کیا جانا لازمی ہے۔ ۳

مراسلات

کونسل میں مسلم نمائندہ

جناب ایڈیٹر صاحب "حکمت"

باب حکومت سرکار عالی میں مسلم جماعت کے نمائندے کے تقرر کا مجلس اتحاد المسلمین کی طرف سے شدید مطالبہ و احتجاج کا ایک کہ اس بارہ میں مجلس کی جانب سے ہی ایجی ٹیشن آغاز کرنے کی دھمکی کا حال اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ یہ مطالبہ میرے نزدیک غیر منطقی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا دیوان بہادر آراوامودو آئنگار واقعاً ہندو جماعت کے نمائندہ ہیں! کیا ان کو کسی ایک ہندو حیدرآبادی کی رائے سے بھی انتخاب کیا گیا! نمائندگی کا اطلاق عمومی انتخاب کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک با اثر لائق ہندو ہیں اور انھوں نے آئنگار کمیٹی کی تحقیقات میں خدمت انجام دی ہے۔ ...... اگر اسی کا نام نمائندگی ہے تو باب حکومت میں پہلے سے با اثر اور لائق مسلمان موجود ہیں۔ ان میں اگر بہ لحاظ ضرورت واقعی کسی مزید اضافہ کی ضرورت ہے تو بارگاہ خسروی سے کسی موزوں شخصیت کا تقرر بلا کسی پبلک ایجی ٹیشن کے ہی کیا جائے گا۔ صرف آراوامودو کے پلہ کو برابر کرنے اور مجلس کی بیجا ضد پوری کرنے کے لئے کوئی تقرر کیا جانا علاوہ لغو ہونے کے کل اور تحصیل حاصل ہے۔

اصلاحات (وہ جیسی کچھ بھی ہوں) کے نفاذ میں بالارادہ تاخیر یا تعلیق التوا کی غلطی کو ایسے جست جست تقررات دور نہیں کر سکتے۔ مجلس اتحاد المسلمین اگر حقیقتاً سلطنت اسلامیہ حیدرآباد میں ایجی ٹیشن کرنے پر تیار ہے تو بجائے انفرادی تقرر کی ادنیٰ ترجیح پر ایجی ٹیشن کرنے کے نفاذ اصلاحات پر آئینی اور غیر آئینی ایجی ٹیشن، اقدام کی قوت کیوں صرف نہیں کرتی۔ اس کے صدر کو تو دعویٰ ہے کہ وہ تنہا نفاذ اصلاحات کی حامی ہے اور ہندو جماعت اس راہ میں تنہا ہے۔ حکومت بھی نفاذ اصلاحات کے بارہ میں ایجی ٹیشن کی منتظر معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اگر مجلس ... متفق ہو کر کوئی ایجی ٹیشن نہ کیا تو اس کے منتخب کے ممبر متعارض اور غیر منطقی ہونے ہیں کے شک کی گنجائش رہے گی؟

وینکٹ راؤ ویل

نوارہ ۔ پانگیاد

• مسٹر گنپیا نے کہا کہ اگر راجہ بہادر اس طریقہ عمل کی جگہ کوئی اور طریقہ بتلائیں تو ذیلی کمیٹی اس پر غور کر کے سفارشات پیش کرے گی۔ اس ذیلی کمیٹی کو اس کا مجاز گردانا گیا ہے کہ وہ چلر فروش تاجروں کی ذخیرہ بندی اور چور بازار کے انسداد کرنے کی تجاویز پیش کرے۔

یہ ذیلی کمیٹی دو نمائندگان تاجران پارچہ اور صارفین کے تین نمائندگان مسٹر نارائن ریڈی، مسٹر مخدوم محی الدین ...

ہندوستانی ریاستوں میں زرعی ترقی

اور دیہات سدھار کا کام

ہندوستانی والیان ریاست اپنی دیہاتی رعایا کی فلاح و بہبود اور خوش حالی میں روز افزوں دلچسپی لے رہے ہیں۔ ان تمام (۲۰۰) ریاستوں میں جن کے حکمران ایوان روسا کے رکن ہیں زراعت کے منظم محکمے موجود ہیں۔ ہر ریاست کے محاصل کا ایک قابل لحاظ حصہ اس محکمہ پر صرف کیا جاتا ہے۔

اصلاح زراعت کے سلسلہ میں متعدد طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ انہیں مختصر طور پر یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ زراعت کے جدید طریقوں کی ترویج
۲۔ کھاد کے سرکاری گوداموں سے کھاد کی تقسیم
۳۔ کاشتکاروں میں بہتر قسم کے تخم کی بلا معاوضہ تقسیم
۴۔ مختلف امراض نباتات کے انسدادی طریقوں کی توسیع و اشاعت
۵۔ زمین کے کٹاؤ کا انسداد
۶۔ سرکاری مزرعہ جات میں نئی تجارتی فصلوں کی پیداوار کے نئے تجربات
۷۔ خصوصی مدارس میں کسانوں کے لڑکوں کو زرعی تعلیم دینے کا انتظام۔

کارہائے آبپاشی

ملک میں غیر یقینی موسمی حالات کی وجہ سے زراعت کے لئے آبپاشی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ چنانچہ اکثر چھوٹی ریاستوں میں بھی دیہات کی ایک بڑی تعداد میں کنوئیں کھودے گئے ہیں اور چھوٹے بڑے بند اور تالاب تعمیر کئے گئے ہیں جو ذخائر آب کی حیثیت سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ حال ہی میں گونڈال اور ماروی کی ریاستوں میں علی الترتیب ۱۳ لاکھ اور ۳۲ لاکھ روپے کے صرف سے دو بڑے تالابوں کی تکمیل کی گئی۔ بعض بڑی ریاستوں نے غیر معمولی اخراجات برداشت کرکے آبپاشی کا کام وسیع پیمانہ پر شروع کیا ہے۔ ٹراونکور میں کودیار کی آبپاشی کی اسکیم پر ۹۰ لاکھ روپے صرف ہوئے۔ میسور میں دریائے کاویری کے پاس کرشنا راجہ ساگر کے بند کی تعمیر پر ساڑھے چار کروڑ روپیہ کا خرچ ہوا۔ حیدرآباد میں آبپاشی کے چھوٹے اور بڑے کاموں پر تقریباً ۱۳ کروڑ روپیہ صرف کئے گئے۔ حال ہی میں جے پور نے ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ کے اخراجات برداشت کرکے ۲۳۵ تالاب تعمیر کئے۔ بیکانیر میں نہر گنگ ۴ کروڑ روپیہ کے صرف سے بنائی گئی ہے۔ بہاولپور میں وادی ستلج پراجکٹ کے تحت ریاست کے اندرونی حصوں میں سال بھر بہنے والی نہروں کا ایک جال پھیلا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وسیع ریگستان زرخیز وادیاں بن گئے ہیں۔ یہ پراجکٹ ۳۳ کروڑ روپے کے مصارف سے پایۂ تکمیل کو پہونچا۔

اصلاح مویشیاں

زرعی نمائشوں کا انتظام کرکے مویشیوں کی اصلاح کے لئے خاص تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ حال میں ایسی نمائشیں پٹیالہ، کپورتھلہ، رام پور اور منڈی میں ترتیب دی گئی تھیں۔ مویشیوں کی افزائش نسل کے سلسلہ میں اعلیٰ نسل کے بیل درآمد کئے جاتے ہیں۔ ریاست رام پور میں ہریانہ نسل کے بیل کاشتکاروں میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جودھپور میں تھارپارکر نسل کے بیل کاشتکاروں کو بلا معاوضہ مہیا کئے جاتے ہیں۔ ٹراونکور میں بھینسوں کی نسل کو ترقی دینے کے لئے ایک مرکز قائم ہے جہاں بہتر نسل کے مویشی حاصل کرنے کے لئے سندھی نسل کے بیل اور مرہ نسل کی بھینسیں رکھی گئی ہیں۔

تمام ریاستوں میں حیوانات کے علاج کے لئے ہسپتال اور دواخانے موجود ہیں۔ میسور میں ۱۹۴۲ء میں علاج حیوانات کے اداروں کی مجموعی تعداد ۲۰۰ تھی۔ بہاولپور میں ایسے ۷ ہسپتال اور ۱۲ دواخانے قائم ہیں۔ گوالیار میں متعدد ہسپتال اور دواخانوں کے علاوہ حکومت نے علاج حیوانات کے سلسلہ میں دورہ کرنے والے ۱۹ مددگار مقرر کئے ہیں۔ اس طرح دو تحصیلوں کے لئے ایک مددگار متعین ہے۔ بڑی ریاستوں سے قطع نظر اودے پور میں علاج حیوانات کا ایک ہسپتال اور ۱۵ دواخانے ہیں۔ نابھ میں ایسے ۵ ہسپتال، رامپور میں ۳ اور منڈی میں دو ہسپتال ہیں۔

گھریلو صنعتیں

متوازن اور مستحکم زرعی معیشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ کاشتکار کو "غیر مصروف" زمانہ میں مصروف رکھنے کے لئے گھریلو صنعتیں موجود ہوں۔ اس لئے والیان ریاست نے گھریلو صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے خاص توجہ کی ہے۔ دستی پارچہ بافی، صابن سازی، گڑ سازی، چمڑے کی دباغت کا کام، مرغبانی، گھی پر مدد کی

پیوہ کی کاشت، دودھ سے مکھن اور پنیر وغیرہ بنانے کا کام —— یہ ان عام گھریلو صنعتوں میں سے چند ہیں جن کی ریاستوں میں ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ ریاست رامپور میں گھریلو صنعتوں کا ایک ادارہ قائم ہے جہاں پارچہ بافی، قصابے، بٹن وغیرہ بنانے کے کام، کاغذ سازی، رنگ سازی اور قالین سازی کے شعبے ہیں۔ میور بھنج میں لاکھ کی پیداوار، کاغذ سازی اور پارچہ بافی کو گھریلو صنعتوں کی حیثیت سے فروغ دیا جاتا ہے۔ کشمیر میں بھی ایسی ہی صنعتوں کا ایک وسیع جال پھیلا دیا گیا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں کا کاشتکار گراں بندوبستی کے نتائج سے محفوظ ہے۔ ہر گاؤں میں ایک پنچایت ہے جو وسیع عدالتی اختیارات کی حامل ہے۔ گاؤں کا رہنے والا اپنے تمام جھگڑوں کو پنچایتوں کے ذریعہ چکا سکتا ہے۔ اور اس طرح انصاف حاصل کرنے کے اس گراں اور قیمتی طریقہ کار سے محفوظ رہتا ہے جو برطانوی ہند میں پایا جاتا ہے۔ متعدد ریاستوں میں قانون انتقال اراضی، قانون ساہوکاران، قانون مصالحت قرضہ اور قانون انسداد قرضہ زرعی جیسے قوانین نافذ ہیں تاکہ کاشتکاروں کو ساہوکاروں کے استحصال سے بچایا جائے۔

مالگزاری کی معافی

کسی ریاست میں قحط کی افسوسناک حالت میں حکمران مالگزاری کی معافی اور تخفیف میں غیر معمولی وسیع القلبی کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔ جے پور میں ۱۹۳۸ء میں ۰ لاکھ روپے کی مالگزاری معاف کر دی گئی اور ساڑھے پندرہ لاکھ روپیہ مالگزاری کی ادائی کی مدت بڑھا دی گئی۔ قحط کے امدادی کاموں پر ۳ لاکھ روپیہ کی رقم صرف کی گئی۔

۱۹۳۹ء میں فصل خراب ہو جانے کی وجہ سے ریاست پوربندر نے امدادی تدابیر پر ۱ لاکھ روپیہ خرچ کئے اور ۱۰ روپیہ کی مالگزاری کی معافی دی۔ ۱۹۴۲ء میں جب وسطی ہندوستان قحط سالی کا شکار تھا ہز ہائینس مہاراجہ صاحب سندھیا نے ۱۲ لاکھ روپیہ کی مالگزاری کی معافی منظور فرمائی اور ہز ہائینس مہاراجہ صاحب ہولکر نے ۱۱ لاکھ روپیہ کی مالگزاری معاف کر دی۔ اس سال رامپور کی چھوٹی ریاست میں مالگزاری کا ½ حصہ بطور معافی کے دیا گیا۔ حال ہی میں اودے پور میں سخت بارش کی وجہ سے فصل خراب ہو جانے کے باعث حکومت نے مالگزاری کی کثیر رقموں کی ادائی کے التوا کی منظوری دی۔ حیدرآباد میں قحط کا ایک امدادی فنڈ قلت کے زمانہ میں کاشتکاروں کو امداد دینے کی غرض سے قائم ہے۔ اس فنڈ میں ۳ کروڑ روپیہ جمع ہے۔ ریاست اودے پور میں ضرورت کے وقت کسانوں کی امانت کے لئے قحط کے بیمہ کا فنڈ قائم ہے جس میں ۳۰ لاکھ روپیہ جمع ہے۔ اسی طرح اکثر ریاستوں میں بھی ایسے ہی فنڈ موجود ہیں۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۹۵

شملہ کانفرنس کا التوا،

کانگریس اور لیگ میں سمجھوتہ نہ ہو سکا

سرکاری بیان میں بتایا گیا ہے کہ کانفرنس آج دوبارہ شروع ہوئی اور مندوبین کو مزید مشورہ کا موقع دینے کے لئے ملتوی ہو گئی۔ امید ہے کہ اس کا آئندہ اجلاس شملہ میں جمعہ ۱۳ جولائی کو ہو گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آج کانفرنس میں صدر کانگریس مولانا ابوالکلام آزاد اور صدر مسلم لیگ مسٹر محمد علی جناح نے اپنے بیانات میں بتایا کہ ان کی جماعتیں کسی سمجھوتہ پر نہیں پہنچ سکی ہیں۔ اس پر کانفرنس کے صدر لارڈ ویول نے ان جماعتوں سے کہا کہ وہ الگ الگ فہرستیں پیش کر دیں جن میں سے وائسرائے نئی ایگزیکٹیو کونسل کے ارکان کا انتخاب کریں گے۔

مسلم لیگ اور کانگریس دونوں کو اپنی اپنی جماعت کی طرف سے آٹھ سے بارہ نام تک تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ دوسری جماعتوں کے لوگوں کے نام بھی تجویز کر سکتی ہے۔ شملہ کانفرنس میں لیگ اور کانگریس کے علاوہ جو جماعتیں شریک ہیں انہیں اپنی اپنی جماعتوں کی طرف سے تین سے چار نام تک تجویز کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ وہ دوسرے ناموں کی بھی سفارش کر سکتی ہیں۔

آج کے اجلاس کے بعد پنڈت گووند ولبھ پنت اور مسٹر سی راجگوپال آچاریہ نے وائسرائے سے ۴۵ منٹ تک گفتگو کی۔

مرکزی اسمبلی میں کانگریس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے صحافی نمائندوں سے کہا۔ میری قطعی رائے ہے کہ اب وہ منزل آگئی ہے جب وائسرائے کے بجائے کسی غیر جانبدار فریق کی ثالثی کے بغیر مختلف جماعتوں کا باہمی سمجھوتہ دشوار ہے۔

کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ جماعت کے تمام طبقوں نے اس تجویز کو مان لیا کہ وائسرائے نے نشری تقریر میں بیان کی ہوئی تجویز کے مطابق ناموں کا قطعی انتخاب وائسرائے پر چھوڑ دیا جائے اور کانفرنس کے سامنے صرف یہ کام رکھا جائے کہ وہ وائسرائے کو ایک فہرست دیدے جس میں سے وہ ایگزیکٹیو کونسل کے ارکان کا انتخاب کریں۔

سمجھا جاتا ہے کہ لیگ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس بات کا فیصلہ کہ آیا لیگی جماعت اپنی طرف سے فہرست پیش کرے یا نہ پیش کرے، جس میں ورکنگ کمیٹی ہی کر سکتی ہے جس کا اجلاس اس غرض کے لئے طلب کیا گیا ہے۔ کانگریس اور دوسری جماعتوں نے بھی ابھی اپنی فہرستیں پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ چنانچہ مختلف جماعتوں کے کسی فیصلہ پر پہنچنے کے لئے کانفرنس دو ہفتے کے لئے ملتوی کر دی گئی ہے۔ تمام فہرستیں ۱۰ جولائی تک وائسرائے کو بھیج دی جائیں گی۔

ابھی تک کے مباحث سے جو صورت حال سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ایگزیکٹیو کونسل کے ارکان کی تعداد مقرر کرنے اور نشستوں کا بندوبست کرنے کے لئے ذات والے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مساوی نیابت کا لحاظ رکھتے ہوئے ملک کے تمام بڑے بڑے سیاسی حلقوں کو نمائندگی دے دی جائے۔ کسی کارروائی کا فیصلہ اب وائسرائے کے ہاتھ میں ہے۔ کانفرنس کے نظام عمل کے دوسرے امور جن میں دفعہ ۹۳ والے صوبوں میں وزارتوں کی بحالی اور صوبائی اور مرکزی مقننہ کے انتخاب کی تاریخ کا تعین بھی شامل ہے کانفرنس میں اس وقت پیش کرنے کے لئے اٹھا رکھا گیا ہے۔ جب ایگزیکٹیو کونسل سے متعلق وائسرائے کے فیصلہ کا اعلان ہو جائے۔ امید ہے کہ وائسرائے یہ اعلان ۱۰ جولائی سے پہلے کر دیں گے تاکہ اس روز کانفرنس میں آنے سے پہلے مختلف جماعتوں کو ناموں کی فہرست پر سوچ بچار کرنے کے لئے وقت مل جائے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ شملہ کانفرنس کے دو ہفتے کے التوا پر اس کانفرنس کا پہلا دور ختم ہوتا ہے۔

کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کے سربراہ بلا کسی تاخیر کے اپنی مجالس عاملہ کو طلب کیا ہے۔ صدر کانگریس نے غیر معمولی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ۶ جولائی کو طلب کیا ہے اور صدر لیگ نے اس کے لئے ۶ جولائی کی تاریخ مقرر کی ہے۔ اور ناموں کی فہرست وائسرائے کو دینے کے لئے بھی آخری تاریخ رکھی گئی ہے۔

بعض لوگ جمعہ کی کانفرنس میں رونما ہونے والی الجھن کا ذکر کر رہے تھے لیکن جیسی کہ باخبر حلقوں کو توقع تھی لارڈ ویول نے جلد ہی تمام شبہات دور کر دیے اور یہ کہا کہ چونکہ کانفرنس کے باہر بھی کوششیں ناکام رہی ہیں اس لئے وہ ناموں کی الگ الگ فہرست ۱۰ جولائی تک انہیں دیدیں۔

شبہ کی بہت سی دوسری باتیں بھی صاف کر دی گئیں مثلاً یہ کہ آیا فہرستیں پیش کرنے سے کسی جماعت پر کوئی پابندی عائد ہو جائے گی۔ یا یہ کہ آیا وائسرائے کے لئے یہ ضروری ہو گا کہ کسی مخصوص جماعت کے نامزد کئے ہوئے تمام ناموں کو منظور کریں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ وائسرائے نے اس بات کو صاف کر دیا کہ اگرچہ کوئی جماعت ناموں کی فہرست پیش کرنے سے کسی بات کی پابند نہیں ہو جائے گی لیکن اس بات کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ کسی مخصوص فرقہ کی نمائندگی کے لئے کسی ایک جماعت کے پیش کئے ہوئے تمام نام منظور کر لئے جائیں۔ وائسرائے صرف اسی بات کا وعدہ کر سکتے ہیں کہ آخری انتخاب میں وہ اپنی نشری تقریر میں بیان کئے ہوئے اصولوں پر عمل کریں گے۔ یعنی یہ کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مساوی اور دیگر مفادات کی منصفانہ نمائندگی ہے۔

سمجھا جاتا ہے کہ لارڈ ویول نے کانفرنس کو یہ بھی بتایا کہ آخری انتخاب سے پہلے وہ پارٹی لیڈروں سے مشورہ کر لیں گے۔ اور کانفرنس کو بھی اس کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۳ جولائی کو ہو گا اس فہرست پر اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع دیں گے۔

شملہ ۲۹ جون۔ اگرچہ نئی ایگزیکٹیو کونسل میں کانگریس کے نمائندوں کا آخری انتخاب ورکنگ کمیٹی کرے گی لیکن سمجھا جاتا ہے کہ کانگریس اپنی فہرست میں کانگریسی ہندوؤں کے علاوہ قوم پرور مسلمانوں ایک پارسی ایک ہندوستانی عیسائی اور دیگر اقوام مندرجہ فہرست کے نمائندے بھی شریک کرے گی۔

صدر کانگریس نے ناموں کے انتخاب کے متعلق کانگریس کے رویہ کی وضاحت کرتے ہوئے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے کہا کہ نئی کونسل میں قوم پرور مسلمانوں کے شریک کئے جانے کے لئے کانگریس یہ سوال ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور کانگریس نئی ایگزیکٹیو کونسل میں قوم پرور مسلمانوں کی نمائندگی حاصل کرنے کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کرے گی۔

سمجھا جاتا ہے کہ صدر کانگریس نے لارڈ ویول سے اس بات پر زور دیا ہے کہ کانگریس ایک بڑی کونسل پسند کرے گی اس لئے کہ نئی حکومت عوامی حکومت ہو گی اور اسے نئی تعمیر اور نئی تنظیم کا کام سپرد ہو گا۔ جس کی وجہ سے اس کا دائرہ عمل موجودہ حکومت سے زیادہ وسیع رہے گا۔ اور اسی لئے اس میں پندرہ سے اٹھارہ اشخاص تک شریک ہونے چاہئیں۔

ا۔پ

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بنام تنقید

عہد حاضر میں ترقی پسندی ایک وبا کی طرح نازل ہو رہی ہے۔ اور ہر ناقص شاعر اور نا اہل ادیب ترقی پسندی کے روپ میں اپنی کم علمی ادبی بے بضاعتی اور اخلاقی نقائص کو چھپانا چاہتا ہے۔ ایسے نام نہاد ترقی پسندوں سے اس مفید تحریک کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس سے سچے اور مخلص ترقی پسند بھی ناواقف نہیں ہیں۔ ......

حال اور مستقبل کے اردو ادب پر خامیوں اور گندگیوں کا ایک ایسا زنگ چڑھ جائے گا جس کے دور کرنے میں مستقبل کے ادیبوں اور شاعروں کو بڑی زحمت اٹھانی پڑے گی

(ڈاکٹر زور)

خبر ہے کہ مسٹر مسعود کو تعجب ہوا ہے کہ جب مولوی لائق علی، مسٹر ... زبیری اور زمیندار سید محمود علی صاحب کراچی میں موجود تھے تو مسٹر جناح پنڈت کو ڈیپوٹیشن کی جگہ کیا ... گئے تھے۔

چلو اچھا ہوا حیدرآباد کے قائدین عظام نے ... ایک آفت سے بچا ہی لیا۔

بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ حکومت اور مجلس اتحاد المسلمین میں سمجھوتہ ہو گیا۔ ہم تفصیلات کے منتظر ہیں جن پر تبصرہ کیا جائے گا لیکن فی الوقت سمجھوتہ کا ایک تفریحی پہلو قارئین تک پہنچا دیتے ہیں۔

واقف کار لوگ جانتے ہیں کہ مجلس کی قرارداد عدم تعاون کے باوجود بعض ارکان اتحاد المسلمین نے سرکاری کمیٹیوں سے علیحدگی اختیار نہیں کی جس پر مولوی صاحب اور ان کی ... بجا طور پر خفا ہیں لیکن اس خفگی کا اظہار جس طرح کیا گیا وہ نہایت دلچسپ ہے۔ سنا ہے کہ مولوی صاحب نے سمجھوتہ کے بعد حکومت سے یہ خواہش کی کہ حکومت ان اصحاب کو کمیٹیوں سے نکال باہر کرے جنہوں نے مجلس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ ہمیں معلوم نہیں کہ حکومت کی جانب سے کیا جواب دیا گیا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت سے ایسی توقع رکھنا ہی بیجا ہے، ایسے ارکان کو تو آئندہ

سال فتنوں کی توقع رکھنی چاہئے۔

تعمیرات کی صحافتی کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے معاصر "پیام" نے تحریر کیا ہے کہ:۔

مسائل کے ہر پہلو کو حیدرآباد کی صحافت کے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ اب محض اعتراض کی خاطر اعتراض کرنے والے جرائد بھی اور ایسے صحیفہ نگار بھی جو کسی جماعتی یا شخصی اثر کے تحت غیر ذمہ دارانہ تنقید پر آمادہ ہو جاتے ہیں تعمیرات کے مسائل پر قلم اٹھانے سے پہلے ہزار دفعہ سوچیں گے۔

ہم سوچ رہے ہیں کہ کیا ایسے جریدہ نگاروں کو بھی "پیام" کی طرح ... پر تعمیرات کے کالمات مل سکیں گے!

مجلس مسلم تاجران نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ صدر المہام تجارت تاجر ہونا چاہئے۔ (ایک خبر)

پھر تو صدر المہام ... کو منشی یا شاعر ہونا چاہئے۔

دہلی ... کہ راؤ کی منسٹری ... زبیری ... ان کے زمیندار دوست سید محمود علی صاحب نے اپنی آئندہ صدر المہامیوں کی خوش خبری ایک محفل میں سنائی۔ ہمارے ایک دوست جو ... موجود تھے دل ہی دل میں کہنے لگے۔

خداوندا تو جو چاہے کر لیکن کسی گنجے کو ......

ہم سمجھتے تھے کہ اقربا نوازی، احباب پروری اور بے ساختہ تقررات صرف حیدرآباد کی سنت ہیں لیکن اخبار قومی جنگ (حصہ انگریزی) میں جامعہ کلکتہ کا کچا چٹھا پڑھ کر ہمیں اس حقیقت کا علم ہوا کہ حیدرآباد کو ان برائیوں کا ٹھیکہ حاصل نہیں ہے۔ "قومی جنگ" کا بیان ہے کہ:۔

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی صدر آل انڈیا ہندو مہاسبھا جو جامعہ کلکتہ کے کرتا دھرتا ہیں جامعہ مذکور میں ایک ہنگامہ برپا کر رکھا ہے جامعہ کے مواضعات سے تقریباً دو لاکھ روپے خاندان مکرجی اور مسٹر مکرجی کے برادر نسبتی مسٹر بیرجی کے اقربا و احباب میں تقسیم ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قومی جنگ ہفتہ گذشتہ۔

بہرحال حیدرآباد ہر چیز میں برابری ... سے پیچھے ہے خواہ وہ ناجائز منفعت ہی کیوں نہ ہو۔۔

اخبارات میں ایک اطلاع شائع ہوئی ہے کہ:۔

کامریڈ نارائن ریڈی نے تلنگانہ کے بچوں کے گورنمنٹ ملازمین کی ... کے لئے پانچ ہزار روپے جمع کرنے کی اپیل کی ہے۔

آخر کامریڈ ... پرشاد کس روز کام آئیں گے؟ عوام پر کیا قیادت کا بار کم تھا جب چندہ کا بار ڈالا جا رہا ہے!

لیگ کے قائدین کو اپنی جماعت کے وقار کے ساتھ ساتھ بحیثیت مجموعی ملک کے مفاد کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ مخلوط ارکان کے انتخاب کے سوال پر ملک کی ... ترقی کو نہیں روکنا چاہئے۔ (رعیت)

اور کانگریس کو بھی ہمارا یہ مشورہ ہے کہ مخلوط ارکان کے انتخاب کے سوال پر ملک کی سیاسی ترقی کو نہیں روکنا چاہئے۔

جس چیز پر میں لرز جاتا ہوں وہ اخلاقی پستی ہے جو ہندوستانی پولیس اور عامل کے عہدہ داروں کی جمعیت میں پیدا ہو گئی ہے۔ اپنے ہی ہم وطنوں کے ساتھ انہوں نے جو برتاؤ کیا اور جیسی بدعنوانیاں آج ان میں پھیلی ہوئی ہیں وہ شریفوں کی اخلاقیات کے لئے باعث شرم ہے۔ اس اخلاقی پستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں ایسے لوگوں کا ایک نیا دولتمند طبقہ پیدا ہو گیا ہے اور ملک کے دامن سے یہ دھبہ صاف کرنا ایک مشکل مسئلہ بن گیا ہے۔ حکومت کے ہر شعبہ میں رشوت ستانی اور دوسری بدعنوانیاں گھس آئی ہیں۔ صرف چند مثالی افراد ایسے ہیں جنہوں نے خود کو ان حرکتوں سے الگ رکھنے کی کوشش کی۔

(پنڈت جواہر لال نہرو)

قاضی صاحب نے تو ہمیں یہ باور کرایا تھا کہ بیماری ... صرف حیدرآباد میں ہیں اور ... ہندوستان ان سے پاک ہے مگر پنڈت جی تو ایک دوسرا ہی راگ الاپ رہے ہیں۔ —— بدنصیب حیدرآباد!!

ہم تو اس خیال کے ہیں کہ حیدرآباد کے مسائل کو خود حیدرآباد ہی حل کرنا چاہئے حکومت حیدرآباد سے اپنا جھگڑا خود ہم کو نپٹ لینا چاہئے۔ (رعیت)

مگر ... کا خیال ہے کہ حیدرآباد کے مسائل کو باہر لے جائے اور باہر کے جھگڑوں کو حیدرآباد میں لانا چاہئے۔

ترکی سے روس کے مطالبات

درۂ دانیال کا مسئلہ اکابر ثلاثہ کی کانفرنس میں موضوع بحث ہوگا

یونائٹڈ پریس کے سیاسی نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ ترکی وزیر خارجہ مسٹر حسن سکا جو سان فرانسسکو کانفرنس میں شرکت کے لئے گئے تھے اپنے وطن لوٹتے ہوئے چند روز لندن میں قیام کریں گے جس کا مقصد یہ ہے کہ ترکی کے متعلق روس کے مطالبات کا مقابلہ کرنے کے لئے برطانوی حکومت کی تائید حاصل کریں۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا تھا روس کے مطالبات یہ ہیں کہ دیلنے درۂ دانیال کے موقف سے متعلق معاہدۂ مانٹرو پر نظر ثانی کی جائے۔ ابنائے میں روس کو مراکز دئے جائیں۔ کارس اور اردھیان کے اضلاع روس کو واپس کئے جائیں اور ترکی بلقان میں بعض علاقہ واری تبدیلیوں کو قبول کرے جن کی بناء پر ترکی کو بلغاریہ کی خاطر تھریس میں سرحدیں از سر نو مقرر کرنی پڑیں گی۔ باور کیا جاتا ہے کہ ترکی سفیر متعینہ لندن ترکی اس خواہش کے سلسلہ میں برطانوی دفتر خارجہ گئے تھے کہ وہ برطانیہ سے امداد کا یقین حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ غالباً دفتر خارجہ ایسی امداد کا یقین دلانے کا جو کہ وہ علاقہ واری تبدیلیوں کے خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں مانچسٹر گارڈین کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے۔ ابنائے دردانیال کا نظم و نسق روس اور ترکی تک محدود نہیں ہے بلکہ معاہدۂ مانٹرو کے تمام دستخط کنندگان کا اس میں حصہ ہے۔ اصولی طور پر یہ بات سمجھنا مشکل ہے کہ اس مسئلہ کو زمانہ امن یا امن کانفرنس میں حل کرنے کے لئے کیوں نہ انتظار کیا جائے۔

لندن ۱۰ جولائی۔ اب یقینی معلوم ہوتا ہے کہ درۂ دانیال پر قدرت کے مستقبل اور ترکی پر اثر انداز ہونے والے دوسرے امور پر جن میں اکابر ثلاثہ کی آئندہ کانفرنس میں موضوع بحث ہوں گے۔

اس مسئلہ پر ترکی اور روس کی حکومتوں میں جو مراسلت ہو رہی ہے اس کی نوعیت کا سرکاری طور پر اظہار تا حال نہیں ہوا ہے لیکن یہ بات اب خاصی واضح ہے کہ روس ابنائے کے نظم و نسق اور ابنائے کے عام موقف سے ایک حد تک متعلق ہے۔ موقف یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوویٹ حکومت ترکی کی حکومت سے دوستی اور باہمی امداد کے معاہدہ کی ایک ایسے طریقہ سے تجدید کرنا چاہتی ہے کہ درۂ دانیال کی نسبت میثاق مانٹرو کی حد تک غیر ضروری ہو جائیگا۔

اور کیا جاتا ہے کہ روسی تجویزوں کی رو سے ابنائے تمام اجنبی دول کے جنگی جہازوں کے لئے بند کر دی جائے گی لیکن ترکی اور سوویٹ یونین کے جنگی جہاز آزادی سے گذر سکیں گے۔ اس کا یقین حاصل کرنے کے لئے کہا جاتا ہے سوویٹ حکومت نے درۂ دانیال اور بحیرۂ اسود کے تحفظ کے لئے مشترکہ مراکز کی تجویز کی ہے۔

ترکی کی حکومت کے حلقوں میں جس چیز سے تردد پیدا ہوا ہے وہ ایک معینہ سوویٹ درخواست ہے کہ ایک زیادہ جمہوری اور نمائندہ ترکی حکومت قائم کی جائے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ترکی کے ضلع کارس میں سرحد کی مجوزہ اصلاح نسبتاً ایک معمولی مسئلہ ہے اور اس کی اطلاع ملی ہے کہ ترکی کو شمالی شام میں واقع حلب اس کے معاوضہ میں دیا جائے گا۔

بعض سرکاری حلقوں میں یہ اندیشے بھی کئے جاتے ہیں کہ ابنائے کے مراکز پر اکابر ثلاثہ کی افواج مشترکہ طور پر قبضہ کریں لیکن معلوم ہوا ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ نے اس برطانوی تجویز کو رد کر دیا کہ ممالک متحدہ امریکہ کی افواج ابنائے میں نگرانی کے انتظام میں برطانیہ کے ساتھ شریک ہو جائیں۔

اس رقبہ میں ایک دوسرا عنصر شمالی ایران کے رقبہ آذر بائیجان میں معینہ تحریک ہے۔ جہاں سوویٹ افواج بڑی ہوئی ہیں اور اس ضلع کے روس سے اتحاد کی درخواست کر رہی ہے۔

صورت کہ ایران کے اس علاقہ کی منتقلی اگر عمل میں آجائے تو ایران سے ترکی کا راست ربط منقطع ہو جائے گا اور سوویٹ یونین کی سرحد موصل سے مل جائے گی جو عراق کا سرا اور تیل کا ایک اہم مرکز ہے۔

استنبول ۲۹ جون۔ نیم سرکاری اخبار "اقدام" نے آج کہا کہ ترکی اردہان اور کارس کے صوبہ جات اور ابنائے کے مراکز کے لئے روس کے مطالبات کو مضبوطی سے مسترد کر دے گا۔

نئے ترکی روسی پیمان کے لئے بیوانت کی تجاویز کی اطلاعوں پر پہلے شائع شدہ تبصرہ پر اخبار مذکور نے لکھا "لندن سے آنے والی ان اطلاعوں کو جن میں اردہان و کارس اور ابنائے کے مراکز کے لئے سوویٹ مطالبات کا اعلان کیا گیا ہے صحیح سمجھا جا سکتا ہے۔ حکومت ترکی قدرتی طور پر ایسی شرائط کو مسترد کر دیتی ہے۔ اور اس موضوع پر مجلس ملی یا ذمہ دار کان ترکی کچھ ظاہر نہیں کیا ہے کیونکہ فی الوقت یہ مسئلہ قطعی یا فیصلہ کن نہیں ہے۔ ترکی قوم ملک کی کاملیت اور خود مختاری کی ہر ایک کے مقابلہ میں اپنے خون سے حفاظت کرنے پر تیار ہے۔ واقعات کے ارتقاء کا انتظار کرنا ضروری ہے"۔

ترکی کی حمایت سے آج پیش قیاسی کی گئی کہ معاہدہ کے لئے روس کی معینہ شرائط پر ترکی کے جواب سے اگست سنہ ۱۹۳۹ء کے برطانوی سوویٹ عہد کی یاد تازہ ہوگی جبکہ جو بین اتفاق کو ختم ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روسی شرط یہ ہے کہ ابنائے دردانیال پر تسلط کے انتظامات پر نظر ثانی کی جائے اور کارس اور اردہان روس کو واپس کر دئے جائیں یہ صوبہ جات سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد لئے گئے تھے۔

برطانیہ اور روس دونوں نے سنہ ۱۹۳۹ء میں عہد کیا تھا کہ ابنائے کے خلاف ان کے کوئی منصوبے یا مطالبات نہیں ہیں اور وہ ترکی کی ارضی کاملیت کا تحفظ کیا کریں گے اور اگر اس پر حملہ ہو تو مدد دینے کے لئے تیار رہیں۔

علیگڈہ میڈیکل کالج اور ہمارا فرض

از

سید محمد جیلانی پیراک

آج میں جس شگون نیک پر تبصرہ کر رہا ہوں۔ اس سے کون واقف نہیں اور کون ایسا بدنصیب ہوگا جو مسلم یونیورسٹی کے خدمات کو نہیں جانتا۔ اور ۱۸۵۷ء میں اہل ہند کو جو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جبکہ ان کی حکومت و عظمت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھین لی جا رہی تھی۔ بلکہ زندگی کا ٹمٹماتا ہوا چراغ اور دنیاوی حیات کا آفتاب لب بام پر تھا۔ دوسری جانب عیار و خود غرض قوم بصورت جونک کے ان کا خون چوس رہی تھی۔ لیکن ایک صادق قومی افکار کے دل و دماغ کو قوم کی آزادی و نجات نے پریشان کر رکھا تھا۔ تفریق اس نے اپنی زندگی جوکھوں مصیبتوں میں ڈال کر رات دن کی نیند میں دن کے چین کو تج کر وہ راہ اختیار کیا جس کے باعث نہ صرف اس کو کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ بلکہ عزیز و اقارب جان کے لالے پڑ گئے۔ لیکن اس کی اولوالعزمی و دور اندیشی مستحکم مزاجی کا نتیجہ ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں اب بھی ہندوستانی اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں مچل پکار رہے ہیں۔ اگر سرسید مرحوم نے اینگلو محمڈن اورینٹل کالج کا ان پر اور مغربی تعلیم کو رواج نہ دیا ہوتا تو آپ بخوبی جان سکتے ہیں۔ کیسے ہم علم کے چشمے سے فیض یاب ہو کر دوسری قوم کی زبان ان کی پالیسیوں سے واقف ہونے اور اپنی عظمت کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے۔ مسلم یونیورسٹی یہ وہی مرکز فنون یدالی ہے جہاں سے نہ صرف مسلم بلکہ غیر مسلم طلبا قوم کی آزادی و نجات کے مسئلہ کو اپنا پیدائشی حق تصور کرتے ہیں۔ ورنہ آج ہندوستانی ان علاقوں سے بھی بدتر ہوتے جو دیگر اقوام کے تحت زندگی و دور میں انجام دے رہے ہیں جو فرض انسانی سے بعید ہیں۔ جس زمانہ میں غیر اقوام سے باہمی ارتباط و ملاپ ان کی زبان جاننا مقصود رہتا تو مسلم یونیورسٹی کے طریقے تدریس نے اس مجبوری کو حل کیا۔

اس سے کسی کو انکار نہ ہوگا جس قوم کو صحت و تندرستی کا انمول خزانہ میسر ہے وہ اپنے آپ کو زندہ قوم کہلانے کی مستحق ہوگی۔ جب تندرستی کا زندگی میں دخل نہ ہو تو زندہ درگور کا مسئلہ صادق آتا ہے اور آج تک دنیا کی قومیں حکمران اور سکندران کہلاتی جاتی ہیں جو تندرستی کے چشمے سے بہرہ ور نظر آتی ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں ہندوستان میں ہندوستانی ڈاکٹروں کی قلت ہی ان کی اموات کا باعث ہے۔ ابتدا سے آج تک ہماری مادر درسگاہ نہ صرف قوم کو مشکلات سے نجات حاصل کرنے کی تعلیم دے رہی ہے۔ بلکہ (۵۵) سالہ ۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء کی جوبلی میں اس مفید شعبے کا اضافہ کرے گی جس میں ہندوستانی نادار طلبا فارغ التحصیل ہو کر ہندوستانیوں کی زندگی کو خوشگوار بنا ڈالیں گے۔ اس تجویز سے ہر کس و ناکس ضرور واقف ہے۔ جب ایک غریب بے بس آدمی کالا کا دواخانے میں جاتا ہے۔ تو کس طرح اس کی تیمارداری کی جاتی ہے۔ حقیقت ہے احساس و مروت کا وہی آدمی مظاہرہ کر سکتا ہے جو قومی فرد ہو۔ غیر اقوام کے افراد کو کیوں احساس ہونے چلا وہ تو ہم کو محتاجی کے دور میں رکھنا ہی مناسب خیال کرتے ہیں۔ اگر دواخانے میں بیک وقت چار مریض داخل ہوں تو بمشکل ایک بچ جائے تو غنیمت ہے کیوں نہ ہو کیا ہندوستانی کالا آدمی اور کیا اس کا مغربی گورے ڈاکٹر سے تعلق۔ اس کے دوسرے جانب آج غریب بے بس طلبار کو ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے میں جو مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ روشن ہے اور ہم جانتے ہیں گورنمنٹ میڈیکل کالجس میں جو شرائط طلبا کو داخل میں آتی ہے اور جن اذیتوں سے طلبار کو دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اور کتنے ہی طالب علم بدرسط مدرسے اور میڈیکل کالجوں کی اتنی تعداد جہاں ان کو کئی جلسے داخلہ مل جائے۔ جس کا نتیجہ ہے کہ گورنمنٹ کالجس کی گردشوں سے آئے ہوئے طلبا ڈاکٹری کی تعلیم سے بادل ناخواستہ منہ موڑ کر وہ تعلیم حاصل کرنے کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جس میں کوئی قومی خدمت مضمر نہیں۔ ان مشکلات والوں اور تندرستی کے معیار کو جانچتے ہوئے ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب نے میڈیکل کالج کے اساس کا بوجھ اپنے دوش لیا ہے یقیناً صاحب موصوف کو اس شگون نیک میں کامرانی بفضل تعالیٰ نصیب ہوگی اور کیوں نہ ہو مقصد اصلی میں کامیابی۔ جس نے نہ صرف اپنے چین و سکون کو اس مبارک فرض پر خیرباد کر دیا ہے بلکہ اپنی زندگی اہل ہند کی فلاح و بہبودگی کے لئے وقف کر دیا ہے علیگڈہ میڈیکل کالج کے نونہال فارغ التحصیل ڈاکٹر اپنی خدمت کو قومی خدمت کے لئے پیش کریں گے۔ اور اپنی کاوشوں سے فن ڈاکٹری میں کامل دسترس حاصل کر کے قوم کی ڈگمگاتی ہوئی ناؤ کی ناخدائی اس میدان میں کریں گے ہم جانتے ہیں جس طرح لٹ ایمبیسیڈر کی سے اپنی مذہبی معاشی ثقافتی مسائل کو حل کرنے اور ملی بہبودگی کے ترقی پسند لائحہ عمل متعین کرنے کے لئے مسلم یونیورسٹی کے عظیم الشان منصوبوں میں کافی دولت فراخ دلی سے قربان کر کے ابتدا سے نہ صرف اپنے شہریاری کا ثبوت دیا ہے بلکہ قوم کے صادق ہمدرد ہیں خواہ اور ملک و مالک کے حقیقی خیر اندیش کی حیثیت سے اپنی تعمیر منزل کی کوشش کا پیش کش پیش کرتی رہی۔ آج تمام ہندوستان میں وفد بغرض وصول چندہ سرگرداں ہے۔

چنانچہ اضلاع سرکار میں بھی مصروف کار ہے۔ سرزمین دکن کے قومی جذبہ رکھنے والے ارباب مقتدر اور عوام کا فریضہ ہے کہ میڈیکل کالج کے بنام میں وسعت نظری سے چندہ ایصال کرتے نہ صرف مشکلات کو رفع کریں گے بلکہ جو شیدا ہے جس طالب علموں کو حق ڈاکٹری سے پروان کرنے کے موقع سے سرفراز فرمائیں گے۔ یار وہی اجتماعی زندگی کا ثبوت ہی ہماری کامیابی کی کھلی دلیل ہے۔ وہ قوم ہرگز ترقی نہ کرسکے گی جس نے خود کو زمانہ کے ساتھ نہ بدلا ہو۔ مسلم یونیورسٹی نہ صرف مسلم کے نام تک محدود رہی بلکہ اس کے در و دیوار پر وہی حق ہندوؤں کو حاصل ہے جو مسلمانوں کو نصیب ہے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۴۵ء کی جوبلی میں ہمیں رپورٹ کو پیش کرے گی۔ اس کی مثال دنیا کی کوئی یونیورسٹی پیش نہ کرسکے گی۔ آج مسلم یونیورسٹی میں ایک مشغل یونیورسٹی ہے۔ جہاں یکجہتی و اتحاد عمل کے وہ عدیم المثال نمونے پائے جاتے ہیں جو اپنی نوعیت کے ایک ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے مجھ کو دلی صدمہ ہوتا ہے کہ عوام کا ایک خاص گروہ چندہ ایصال کرتے وقت ایسے اعتراض کرتا ہے جس سے نہ صرف ان کی پست ذہنیت کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ ان قومی مفاد سے کوئی تعلق ہی نظر نہیں آتا۔ اخباری پروپگنڈے پر عمل کرنے والے بنفس نفیس علیگڈہ جا کر اور چشم بصیرت سے کام لیں تو خود ان طلبہ کی تعداد ان پر ظاہر ہوگی جو یہاں پر داخلہ نہ ملنے پر وہاں جا کر اپنی تعلیمی زندگی کو برقرار رکھے ہیں۔ ازاں بعد اس مسئلہ پر بھی غور فرمائیں اعلیٰ حضرت حضور نظام الملک بہادر شہریار دکن و برار خود اس یونیورسٹی کے ذی وقار چانسلر ہیں اور جو مراحم خسروانہ فیض یونیورسٹی کو نصیب ہے عدیم المثال ہے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں باوجود یہ کہ خانہ عالم کا ذرہ ذرہ نازیوں کے مظالم کا شکار ہو چلا ہے۔ اور اس عالمگیر جنگ نے جو کچھ بھی ہماری معاشیات میں رخنہ اندازی کی ہے وہ روز روشن کی طرح روشن ہے اور ہم روح ہندوستان کس طرح مجبوری و غلامی کی سانس لے رہا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ہم بیمار و ریاں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مخلص دکن کی جانب سے جس قدر گراں مایہ پیش کش ہو سکے اس کا ...

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۸)

ویول اسکیم کا تجزیہ

صحافتی کانفرنس میں مسٹر جناح کا بیان

مسٹر جناح نے تقریباً چالیس جرنلسٹوں کے سامنے ویول اسکیم کے متعلق مسلم لیگ کے رجحان کا خاکہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں اولاً آپ کے سامنے پس منظر کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مسلم لیگ نے بمقام دہلی مارچ ۱۹۴۳ء میں جو قرارداد منظور کی تھی اور اس میں ہم نے اپنا جو مطالبہ مرتب کیا تھا وہ یہ تھا کہ ہم ہر وقت کسی تجویز پر غور کرنے یا کسی جماعت کے مرکز میں عارضی حکومت سے متعلق مساویانہ نمائندگی کی اساس پر گفت و شنید کے لئے تیار ہیں۔ (اس وقت جماعت سے مراد کانگریس تھی) بشرطیکہ حکومت برطانیہ مسلمانوں کے لئے حق خود ارادیت کے تحفظ کا اعلان کرے اور اس کی ذمہ داری لے کہ مسلمانوں کے فیصلہ کو جو پاکستان کے متعلق ہوگا مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کے مندرجہ اصولوں کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ ویول تجاویز اس اعلان کے مطابق نہیں اور نہ ان میں وہ بات موجود ہے۔ البتہ وائسرائے کی نشری تقریر اور وزیر ہند کے اعلان میں بعض منفی مواعید کئے گئے ہیں۔ وزیر ہند نے جو کہا وہ یہ ہے۔ موجودہ موقع پر ویول تجاویز صرف عارضی اساس کے لئے ممکن ہے جو آئندہ دستور کی تصنیف پر اثر انداز نہ ہوں گے۔ وہ نصب العین جس پر ہمیشہ ہماری نظر رہی ہے کہ ہم کل ہند اتحاد چاہتے ہیں جس میں ریاستوں کو بھی پورا پورا حصہ لینا چاہئے۔

پست اقوام سے ہٹ کر ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو مساوات رکھی گئی ہے اس کی نسبت بھی کوئی اشتباہ نہیں ہے کیونکہ وائسرائے کی کونسل میں مسلمانوں کا تناسب ۱/۳ سے زیادہ نہ ہوگا اور بحیثیت مجموعی مسلمان کونسل میں اقلیت میں ہوں گے۔ ہندوؤں کا تناسب مسلمانوں کے مساوی ہوگا لیکن اس کے علاوہ پست اقوام اور سکھوں کے نمائندے بھی ہوں گے۔ اور میں نہیں کہہ سکتا کہ اور کون سا فرقہ یا فرقے نمائندگی حاصل کریں گے کیونکہ کونسل کے ارکان کی تعداد کا ابھی تعین نہیں ہوا۔

کانگریس کسی اہم معاملہ میں پست اقوام اور سکھوں کی تائید حاصل کر سکے گی۔ ہم کسی معقول اور منصفانہ مفاہمت میں پوری پوری مدد کے لئے تیار ہیں۔ کانگریس نے مسلم جماعت کے ایک رکن یا ارکان کو نامزد کرنے کے حق کا دعویٰ کیا ہے اور کوئی دوسری جماعت یا جماعتیں بھی اسی قسم کا دعویٰ کر سکتی ہیں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہم کوئی حل دریافت کریں اور ایک راضی نامہ مرتب کریں لیکن یہ آپ ہے کہ کانگریس یا کسی دوسری جماعت کو مسلم جماعت سے کسی رکن کے انتخاب کا حق حاصل ہے ایک ایسی چیز ہے جس کو ہم اصول یا واقعات کی بنا پر تسلیم نہیں کر سکتے۔

پست اقوام کو ہندو سماج میں سماجی مظالم اور معاشی پستی کی حقیقی شکایت ہے لیکن جہاں تک ان کے سیاسی نصب العین یا سیاسی منزل مقصود کا تعلق ہے وہ بھی وہی ہے۔ اس لئے پست اقوام کا نمائندہ یا نمائندے ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھیں گے۔ تاہم میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ ہمیں ان سے پوری ہمدردی ہے اور ہم ان کی سماجی اور معاشی حالت کی اصلاح کے لئے مدد دینے تیار ہیں۔ اس سے نتیجہ لازم آتا ہے کہ تمام اہم امور میں کانگریس ان کی تائید کی توقع رکھ سکتی ہے۔

جہاں تک سکھوں کی نمائندگی کا تعلق ہے وہ پہلے ہی سے ہندوستان کی تقسیم کے خلاف ہیں اور ان کا سیاسی نصب العین وہی ہے جو کانگریس کا ہے۔ پس اس کی توقع نہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی ہمدردی کریں گے۔ دوسرے فرقوں کے متعلق مجھے اب تک کوئی علم نہیں۔ اس کے علاوہ کونسل میں دو برطانوی رکن ہوں گے وائسرائے اور کمانڈر ان چیف۔ اس کونسل کی ہیئت ترکیبی ایسی ہوگی کہ کانگریس کو ہمیشہ اکثریت حاصل رہے گی۔

میں جانتا ہوں کہ وائسرائے کا حق تنسیخ بھی موجود ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ مسٹر ایمری کہتے ہیں کہ یہ حق تنسیخ اقلیتوں کی حفاظت کے لئے استعمال کیا جائے گا لیکن میں یہ بھی جانتا ہوں کہ گورنر جنرل ایک بے ڈھب پوزیشن میں آ جائے گا اگر وہ حق تنسیخ کو بار بار اور معمولاً استعمال کرے۔ کونسل کے اختیارات اور فرائض کو مسٹر ایمری نے اس طرح بیان کیا ہے۔ ان تجاویز میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اگر انہیں قبول کر لیا جائے تو ارکان کونسل کے لئے تعمیر جدید کے مسائل میں اپنی مرضی کے مطابق کارروائی کرنے میں مانع ہوں۔ صنعتی زرعی اور صحت عامہ کی پالیسی کا تعین کرنا ارکان کا کام ہوگا۔ جہاں تک برطانوی ہند کا تعلق ہے۔ بیرونی ممالک میں اس کی نمائندگی کا حق ارکان کو ہوگا۔

مسٹر جناح نے بیان کیا کہ "لہٰذا اگر مسلم جماعت کے خلاف کانگریس اپنے اکثریتی ووٹ کو نافذ کرنا چاہے تو اس کو باز رکھنے والی کوئی چیز نہیں۔ میں غور کرتا ہے کہ ایسے موقف سے بچنے کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ ہم کسی منصفانہ اور معقول سمجھوتہ کے لئے آمادہ ہیں۔

مسلمان فی الواقع سمجھوتہ چاہتے ہیں اور وہ واقعات سے کھیلنا نہیں چاہتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس واقعہ سے انکار ممکن ہے کہ ۹۰ فی صد مسلمان ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمیں ۱۰۰ ضمنی انتخابات میں سے بجز ایک کے کسی میں ناکامی نہیں ہوئی۔ یہ واقعہ ۱۹۴۳ء کے ابتدائی زمانہ کا ہے۔ صوبہ داری اور مرکزی مقننہ میں مسلم ارکان کی تعداد تقریباً پانچ سو ہے اور ان میں سے صرف تین ایسے ہیں جو کانگریسی مسلمان ہیں۔ مرکزی مقننہ میں ایک کانگریسی مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جو مسلم حلقۂ انتخاب سے منتخب ہو کر آیا ہو۔ لہٰذا ہمارا دعویٰ ہے کہ صرف مسلم لیگ ہی مسلم جماعت کی طرف سے وائسرائے کو اسما پیش کرنے کا استحقاق رکھتی ہے۔ مٹھی بھر مسلمان لیگ سے باہر ہیں۔ کانگریس میں مسلمان ہیں مگر تھوڑے! میں کہہ سکتا ہوں کہ چند سو سے زیادہ نہیں۔ مجھے امید ہے کہ جب پوری اسکیم مرتب ہوگی وہ ہمارے لئے کافی طمانیت مہیا کرے گی تاکہ مسلم قوم کے لئے جس کی ہم نمائندگی کر رہے ہیں قابل قبول ہو سکے۔

ہندوستانی ریاستوں میں زرعی ترقی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

میں ہر سال کی مالگزاری سے مخصوص رقم دی جاتی ہیں تاکہ کاشتکاروں کو ان کے آڑے وقتوں میں امداد دی جائے۔

کسی ولیعہد کے تولد حکمران کی سالگرہ یا تخت نشینی جیسے مبارک اور مسعود موقعوں پر کاشتکاروں کو مالی بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی ریاستوں کی رعایا اپنے فرمانرواؤں کے ساتھ گہری عقیدت اور وفاداری رکھتی ہے۔

دیہی پنچایتیں

دیہی پنچایتوں کی کارگزاری کے نتیجہ کے طور پر دیہی علاقوں میں زبردست اصلاحات کی گئی ہیں۔ اس میدان میں غیر سرکاری اداروں کی امداد اور اشتراک عمل کا خیر مقدم اور حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ مفید اداروں کی تعمیر، سکولوں اور بیماریوں کے خلاف انسدادی ٹیکوں کا آغاز، امراض متعدی کی انسدادی تدابیر کی اشاعت، دیہاتوں میں بہتر رسل و رسائل کا انتظام، قرضہ کے بارے میں سبکدوشی اور زرعی پیداوار کے لئے اراضیوں کی تنظیم دیہات سدھار کے کام کی بعض اہم خصوصیات ہیں۔ یہ خود مختار ادارے (پنچایتیں)، سڑکوں، آبپاشی نہروں، کارہائے عامہ، دیہی مدرسوں، دیہی

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰)

کانگریس اب وائسرائے سے پوری طرح تعاون کرے گی

شنبہ ۴ جولائی۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف انڈیا کا سیاسی نامہ نگار قمطراز ہے کہ آج مجلس عاملہ کانگریس نے اپنے اجلاس میں اس موضوع پر دو گھنٹوں تک بحث کی ہے کہ آیا کانگریس کو کونسل کے لئے اپنے اراکین کی ایک مختصر فہرست پیش کرکے وائسرائے پر یہ اصرار کرنا چاہئے کہ ان تمام ناموں کو قبول کرلیا جائے یا اس کو ایک کافی بڑی ایسی فہرست پیش کرنی چاہئے جو تمام فرقوں اور مفادات کی نمائندگی کرتی ہو اور اس امر کا فیصلہ وائسرائے کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا جانا چاہئے کہ اس فہرست سے جن ناموں کو چاہیں منتخب کرلیں معلوم ہوا ہے کہ ایک سے زائد اراکین نے اس پر زور دیا کہ اگر کانگریس ناموں کی ایک محدود فہرست پیش کرے اور یہ اصرار کیا جائے کہ وائسرائے تمام ناموں کو منظور کرلیں تو ایک تعطل کے پیدا ہوجانے کا احتمال ہے۔ اس زاویہ نگاہ کے حامیوں کی رائے ہے کہ شملہ کانفرنس کا مقصد موجودہ تعطل کو حل کرنا ہے جبکہ ویول اسکیم سے کانگریس کو اس امر کا کوئی موقع حاصل ہوتا ہو کہ قومی آزادی کے حصول کے لئے کام کرے۔

تاہم اگر کانفرنس اب اس فیصلہ پر پہنچ چکی ہے کہ ویول اسکیم اپنے مواقع دیتی ہے۔ لہذا یہ مفید نہیں ہے کہ کوئی ایسا راستہ اختیار کرلیا جائے جو نئی مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہو۔

گاندھی جی اور صدر کانگریس مولانا آزاد کو لارڈ ویول کے خلوص نیت پر یقین ہوچکا ہے لہذا کانگریس کے لئے یہ بات بالکل موزوں ہوگی کہ ناموں کی ایک فہرست پیش کرتے ہوئے اس سوال کو وائسرائے کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا جائے جو آخری انتخاب عمل میں لائیں گے۔ اسپ

ہندستان میں برطانوی تجارتی تحفظات

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

ہندوستان کی نام نہاد ایالاتی خود مختاری کے لئے خطرہ ثابت ہوسکتی ہے۔ گورنر جنرل اور صوبوں کے گورنروں کو یہ فیصلہ کرنے کا بھی اختیار ہے کہ آیا وفاقی یا صوبہ واری حکومت کے کسی وزیر نے کوئی امتیاز تو نہیں برتا۔ اس معاملہ میں گورنر جنرل اور گورنروں کے اختیار غیر محدود اور غیر معین ہیں۔

ان تحفظات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر حکومت ملک کی صنعت اور تجارت کو ترقی دینا چاہتی ہے جیسا کہ مابعد جنگ تنظیم کی کمیٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے تو قانون حکومت ہند بابت ۱۹۳۵ء کی امتیازی ضمانتیں سے بیچ کر آگے بڑھنے کی واحد صورت یہ ہے کہ اسٹیٹ سوشیلزم اختیار کی جائے۔ جیسا کہ مرکزی اسمبلی میں رکن منصوبہ بندی نے واضح کیا ہے حکومت ملک کی صنعتی ترقی میں پہلے سے زیادہ دلچسپی لینا چاہتی ہے۔ موجودہ صنعتوں کی توسیع اور چند نئی بنیادی صنعتوں کا قیام حکومت کے پیش نظر ہے جو ہندوستان کی فلاح و بہبود کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ تجارتی تحفظات کی آڑ میں کوئی انگریزی کمپنی جس کا سرمایہ اور منتظمین صدفی صد انگریزی ہوں، ہندوستان میں قائم ہوسکتی ہے اور صنعتوں کو اپنے قابو میں رکھ سکتی ہے۔ تجارتی تحفظات کی موجودگی تک حکومت ہند معاشی تنظیم کے منصوبوں کو روبہ عمل لانے سے قاصر رہے گی۔

ہندوستان کی سیاسی آزادی بے معنی تاوقتیکہ اس کے ساتھ معاشی آزادی حاصل نہ ہو۔ اس اصول کو وزیر ہند نے تسلیم کیا ہے۔ ۳۰ جولائی ۱۹۴۲ء کو پارلیمنٹ میں وزیر ہند نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ سٹیفورڈ کرپس کے سلسلہ میں ملک معظم نے اس امر کو واضح کردیا ہے کہ جنگ کے بعد ہندوستان جو کوئی دستور پیش کرے گا اس کی قبولیت کے لئے برطانوی تجارتی مفادات کے تحفظ کو شرائط مقدم نہیں بنایا جائیگا۔ جب تک یہ تجارتی تحفظات موجود رہیں گے مفادات حاصلہ بے قابو رہیں گے۔ ہندوستان کے معاشی نظام میں بدیسی سرمایہ کی دراندازے معاملات پیچیدہ ہوچکے ہیں اور بدیسی سرمایہ کو تفوق حاصل ہوگیا ہے۔ ان حالات میں حکومت اپنے معاشی منصوبوں کو روبہ عمل لانے میں دشواری محسوس کرے گی۔ یہ ایک خوش آئند علامت ہے کہ حکومت ہند کے رکن منصوبہ بندی نے مسئلہ کے اس پہلو کو محسوس کیا ہے۔

ہندوستانی ریاستوں میں زرعی ترقی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۹)

دواخانوں، گندہ پانی کی نکاسی کا انتظام اور صفائی کی نگرانی کرتے ہیں۔ انہیں دیہی آبادی کی بہبودی سے متعلق تراہیے اخراجات کی پابجائی کرنے کے لئے مقامی محاصل عائد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ حالیہ سالوں میں زرعی

اعلان

جدید اسکیم سررشتہ ہذا کے تحت کثیر تعداد میں مختلف قسم کے فرنیچر کی تیاری کی ضرورت ہے۔ تعداد و نوعیت فرنیچر وغیرہ سے متعلق صیغہ حساب دفتر نظامت ہذا سے بہ اوقات دفتر تفصیلی کیفیت معلوم کی جاسکتی ہے خواہشمندوں کو چاہیئے کہ ۱۰۔ شہریور ۱۳۵۴ف لغایۃ ۱۵ شہریور ۱۳۵۴ف دفتر ہذا پر رجوع ہوکر سامان مطلوبہ کی فہرست کے مطابق ٹنڈر داخل کریں۔ ٹنڈر کی منظوری کے بعد حسب ضابطہ معاہدہ کی تکمیل ضروری ہوگی۔ اور بحساب دو فیصد رقم ضمانت جمع کرانی ہوگی۔ ناظم سررشتہ امداد باہمی سرکار عالی

اعلان

جدید اسکیم سررشتہ ہذا کے تحت جن صاحبین نے سررشتہ ہذا میں ملازمت کے لئے درخواستیں پیش کی ہیں ان کو چاہئے کہ ملاقات کی غرض سے دفتر نظامت ہذا واقع ماگزداکی روڈ حیدرآباد میں باوقات دفتر بتاریخ ۵ و ۶ و ۷۔ شہریور ۱۳۵۴ف اپنے اپنے اصل اسناد کے ساتھ رجوع رہیں فقط

ناظم

سررشتہ امداد باہمی سرکار عالی

تحریک امداد باہمی متعدد ریاستوں میں کافی پھیل گئی ہے زرعی علاقوں میں امداد باہمی کے بنکوں اور انجمنوں کے قیام سے کاشتکار کی معاشی حالت کی اصلاح کے سلسلہ میں بڑی مدد ملی ہے مثلاً حیدرآباد میں امداد باہمی کی انجمنوں کی تعداد ۳۶۳۰ تک پہنچ گئی ہے۔ میسور میں ۱۳۷۱ زرعی انجمنیں قائم ہیں۔ چھوٹی ریاستوں میں بنارس اور کپور تھلہ میں علی الترتیب ۳۲۱ اور ۲۸۶ زرعی انجمنیں قائم ہیں۔ متعدد ریاستوں میں زرعی اصلاحات کے ساتھ ساتھ دیہات سدھار کے سلسلہ میں بھی مہم جاری ہے۔ اس کی وجہ سے ہندوستانی ریاستوں میں کاشتکار کی زندگی زیادہ صحت بخش اور خوش گوار ہوگئی ہے۔

علیگڈہ میڈیکل کالج اور ہمارا فرض

بقیہ سلسلہ صفحہ (۸)

پیش کریں۔ تاکہ دنیا دولت عثمانی کو دوبارہ دیکھ کر خوش ہوسکے۔ مسلم یونیورسٹی کے یہ وہ طلبہ ہوں گے جو قوم کی ترقی کے عروج میں لانے کے لئے بادشاہ اور ملک کی خاطر اپنی عزیز جان کو ایثار کرنے میں دریغ نہ کریں گے

اعـــلان

محکمۂ معتمدی سرکار عالی صیغۂ رسد

نشان (۲۰۹) مورخہ ۱۰ امرداد ۱۳۵۲ ف

حسب الحکم عالیجناب نواب صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۲، ذیلی قاعدہ (۲) قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ۱۳۵۰ف صدر اعظم باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے۔

۱۔ حکم ہذا بنام حکم نگرانی برآمد سوتی پارچہ جات و سوت بابتہ ۱۳۵۲ف موسوم ہو سکے گا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے ایک ہفتہ بعد کل ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں۔

الف۔ "کمشنر" سے "کمشنر پارچہ سرکار عالی" مراد ہے۔ ب۔ "پارچہ یا سوت" سے ایسا پارچہ مراد ہے۔ جس کی تعریف حکم نگرانی پارچہ و سوت بابتہ ۱۳۵۲ف میں کی گئی ہے۔

۳۔ تاریخ نفاذ حکم ہذا پر یا اس کے بعد کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے کسی مقام سے بیرون ممالک محروسہ سرکار عالی کسی مقام پر کوئی پارچہ یا سوت منتقل کرے بجز اس کے کہ ایسی منتقلی حسب شرائط مندرجہ اجازت نامہ مجریہ کمشنر پارچہ عمل میں آئے۔

۴۔ تحت حکم ہذا حصول اجازت نامہ جات کے لئے درخواستیں حسب نمونہ (۱) مندرجہ ضمیمہ منسلکہ حکم ہذا کمشنر پارچہ کے پاس پیش کی جائیں گی۔ جو کمشنر پارچہ کی موسومہ ہوں گی۔

۵۔ اجازت نامہ حسب نمونہ (۲) مندرجہ ضمیمہ منسلکہ حکم ہذا ہوگا۔

۶۔ کمشنر پارچہ کو اختیار ہوگا کہ حسب صوابدید خود تحت حکم ہذا اجازت نامہ جاری کرے یا جاری کرنے سے بلا اظہار وجوہ انکار کرے۔

۷۔ تحت حکم ہذا جاری شدہ اجازت نامہ کے قابض پر لازم ہوگا کہ احکام مندرجہ حکم ہذا اور شرائط مندرجہ اجازت نامہ کی تعمیل کرے۔ ۸۔ کمشنر پارچہ مجاز ہوگا کہ حسب صوابدید خود بلا اظہار وجوہ تحت حکم ہذا جاری کردہ کسی اجازت نامہ کو معطل یا منسوخ کرے۔

۹۔ تحت حکم ہذا جاری کردہ اجازت نامہ کے قابض پر لازم ہوگا کہ کمشنر پارچہ یا اس خصوص میں اس کے مجاز کردہ کسی دیگر عہدہ دار کے طلب کردہ مواد کو مکمل طور پر صحت کے ساتھ داخل کرے۔ اور اس کی وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات پر عمل کرے۔

۱۰۔ کمشنر پارچہ مجاز ہوگا کہ حسب صوابدید خود عام یا خاص حکم کے ذریعہ اور بہ پابندی ان شرائط کے جو ایسے حکم میں درج ہوں کسی شخص یا جماعت اشخاص کو یا کسی پارچہ یا سوت کی گرنی کو احکام مندرجہ فقرہ ۳ سے مستثنےٰ کرے۔

۱۱۔ ہر عدالت پر جو احکام مندرجہ حکم ہذا کی کسی خلاف ورزی کی سماعت کر رہی ہو لازم ہوگا کہ کسی اور سزا کے منافی کئے بغیر جو وہ صادر کر سکتی ہے کسی پارچہ یا سوت کے ذخیرہ کو جس کے متعلق اس کو اطمینان ہو کہ حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوتی ہے مع ان اشیاء کے جن میں ایسا ذخیرہ رکھا ہوا ہو بحق سرکار عالی ضبط کر لئے جانے کا حکم دے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بنا پر جو قلمبند کئے جائیں گے عدالت اس کے خلاف حکم دے۔

منجانب معتمد رسد

سلسلہ مطبوعات انجمن طیلسانین عثمانیہ

عہد ابراہیم عادل شاہ ثانی کے سوانح اور ریاست — ۱۲/
سید علی محسن ایم اے عثمانیہ۔
سلطان احمد شاہ بہمنی
ظہیر احمد ۔ ۔ ۔ — ۱۲/
امام غزالی کے علامی خصوصیات
محمد غوث محبوب نگری — ۱۲/
مودودیلی کی معاشی تحقیق
محمود ناصر علی — ۱۲/
معاشی کی الف ب
محمد اعظم — عہ
دربار اودھ کا اثر لکھنؤ کی شاعری پر
محمود ناصر علی — ۱۲/
عہد معاونت اور حیدرآباد
مخدوم علی خان — ۱۲/
بلوچے تعصب تک
محمد فاروقی بی اے — ۱۲/
یادرا کیجل
نذیر حسین آفندی — ۱۲/

ملنے کا پتہ:- دفتر مجلہ طیلسانین
انجمن طیلسانین عثمانیہ
نمائش گاہ باغ عامہ حیدرآباد دکن۔

محمد ہادی پریس میں طبع ہوکر دفتر مملکت سلطان پورہ سے شائع ہوا۔